

(اوم)

اودھوت کا ترانہ

یعنی

نغمہ نقلی

جگت گرو شری شکر اچاریہ کی سنسکرت تصنیف چرپٹ پچپرک

منظوم اردو ترجمہ

ترجمہ

بشیشور پرشاد منور لکھنوی

حق طبع بحق ناشر محفوظ

بار اول

مطبوعہ محبوب المطابع - دہلی

تعداد اشاعت ۵۰۰

قیمت ۲۵ روپے

آدرش کتاب گھر ۲۹-۵۲۸۰ فیض گنج دریا گنج دہلی

جون ۱۹۵۸ء

پیشکش

بنام

برادر محترم جناب ڈاکٹر گوری سہائے سکسینہ ایم، ڈی، ایچ
جو میرے بڑے چچا نا درالشعر انشی رام سہائے تمنا لکھنوی
خلد آشیانی کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں، اور خود صاحب نصف
ہیں اور جن کے حکم کی تعمیل میں چرپٹ پنچریک کا یہ آزاد منظوم ترجمہ
کیا گیا ہے اور اب ۱۹۵۸ء میں شائع کیا جا رہا ہے۔

بیشور پرشاد منور لکھنوی

۴
اوم

آو وھوت کا ترانہ

یا
نغمہ قلندری

(۱)

شامِ الم کا منظر صبحِ طرب کا منظر!
اک نگار عارضی ہے جو رنگ و جہاں کا
بر باد جنسِ مستی فتن و فجور میں ہے
دنیا کی تیرے سر میں پھر بھی ہوا بھری ہے
دلچسپ کس قدر ہے یہ روز و شب کا منظر
عالم بہار کا ہے نقشہ کبھی خزاں کا
کتنی سیاہستی تجھ بے شعور میں ہے
دنیا سے پھر بھی تجھ کو اُمید بہتری ہے
گوبند کا بھجن کر، گوبند کا بھجن کر
ناداں، عقیل بن کر گوبند کا بھجن کر

لے گوبند نسکرت میں ایک نام ہے قاصدِ مطلق کا
جس کا بھجن یعنی یادِ الہی -

(۲)

ہوتا ہے پیشِ منظر یہ ہر کسی کے آگے
 رہتا ہے آگ روشن تیری کٹی کے آگے
 معمورہ ضیا ہے سپرِ رخ اسیرِ پیچھے
 رہتا ہے جلوہ گستر مہرِ منیر پیچھے
 راتوں کو سر بہ زانو مجھ پر یا نہیں ہونا
 ہاتھوں میں بھیک لے کر زیرِ شجر وہ سنا
 سامانِ ترک کے ہیں تارک مگر نہیں ہے
 ترکِ امید کروے اس پر نظر نہیں ہے

گو بند کا بھجن کر، گو بند کا بھجن کر
 ناداں بھقیل بن کر، گو بند کا بھجن کر

(۳)

جب تک کما کما کرتا ہے گھر میں لپٹا
 کیا دوست کیا اتر آتے ہیں سب محبت
 لاتی ہے جب تباہی قسمت بگڑ بگڑ کر
 ڈھاتی ہے اک مصیبتِ محبت بگڑ بگڑ کر
 اُس وقت کوئی آکر لیتا نہیں خبر بھی
 آنسو نہیں بناتی پھر ایک چشم تر بھی
 کرتا نہیں محبت، اُلفت نہیں جھٹاتا
 اپنا بھی کوئی آکر اپنا نہیں بناتا

گو بند کا بھجن کر، گو بند کا بھجن کر
 ناداں بھقیل بن کر، گو بند کا بھجن کر

(۴)

غمدار ہوں جٹائیں یا سرمند ہوا ہوں سنیا سیدوں کا جامہ یا تن پہ گیرا ہوں
 سوسو انگ و زرخشاں سو بھیر و زبیرنا دنیا کو ٹوٹنے کے ڈھنگ اختیار کرنا
 معصوم بن کے صوب کو آفتق بنا رہا ہے سادہ طبیعتوں پر قبضہ جسا رہا ہے
 آنکھیں کھلی ہیں پھر بھی اندھا بنا ہوا ہے کتنا شکم پری کا چسکا پڑا ہوا ہے
 گوبند کا بھجن کر، گوبند کا بھجن کر
 ناداں، عقیل بن کر، گوبند کا بھجن کر

(۵)

تیرنی مماقتوں کی کچھ انتہا نہیں ہے ہے علم و فضل کیا شے تجھ کو بتا نہیں ہے
 جب گورچ کا زمانہ نزدیک آسکا ہو جب باموت کا فرشتہ تجھ کو بلارہا ہو
 اوراق ویا کرن کے ہر وقت کیا پلٹنا الفاظ کے قواعد کیا بار بار رٹنا
 کیا عمر اپنی صرفی گردان میں گنوانا اس شکل سے نہیں ہے ممکن نجات پانا
 گوبند کا بھجن کر، گوبند کا بھجن کر
 ناداں، عقیل بن کر، گوبند کا بھجن کر

(۶)

گنگا کے پاک جل سے بھتی ہے پیاس جس کی بندھتی ہے تکیسی میں گیتا سے اس جس کی
رہتا ہے جو ہمیشہ مصروف بندگی میں ! لمحاتِ زندگانی کتنے ہیں بے خودی میں
پیشے قریب اس کے یہ دم نہیں قضا میں عنقا ہے ذکر اس کا جھراج کی سبھا میں
اس کے لئے یہی ہے تعبیر خوابِ بہتی ہوتی نہیں کبھی ختم اس کی کتابِ بہتی

گو بند کا بھجن کر، گو بند کا بھجن کر
ناداں - عقیل بن کر، گو بند کا بھجن کر

(۷)

رہتا نہیں زیادہ قائم طلسم تیرا بے آب جھریوں سے ہوتا ہے مہم تیرا
گرتے ہیں وامت تیرے موتی سی اُٹالے آخر سفید ہو کر رہتے ہیں بال کاے
وہ کیسی پہ اپنی رورہ کے ہاتھ تلنا وہ فرطِ لا غری سے لاشی کے بل پہ چلنا
کیا بات اور کوئی آخر ہو تیرے بس کی ٹھنڈی ہوئی نہ گرمی اُمید کی ہوس کی

گو بند کا بھجن کر، گو بند کا بھجن کر
ناداں - عقیل بن کر، گو بند کا بھجن کر

(۸)

بچپن میں کھیلنے سے دن رات واسطہ تھا جو مشغلہ تھا تیرا اک شوخ مشغلہ تھا
 عشرت پرستیوں میں گزری تری جوانی صحبت سے ہوشوں کی ہوتی تھی شادانی
 بوڑھا ہوا تو ایسا فکر و الم نے گھیرا دنیا کے محضوں نے عقبے کے غم نے گھیرا
 مالک کی جستجو میں ٹوٹنے نہ دل لگایا بھولے سے بھی تو اس کا ہتھ کو نہ دھیان آیا

گو بند کا بھجن کر، گو بند کا بھجن کر
 ناداں عقیل بن کر گو بند کا بھجن کر

(۹)

یہ بار بار جینا، یہ بار بار مرنا یہ بطنِ مادری میں پیہم قیام کرنا
 ہو کچھ تو غور اس پر، یہ سلسلہ کھانتا؟ ہستی کا غم کہانتا، رنج فنا کھانتا؟
 یہ ننگ بون کی دنیا اک پھر بکراں ہے موحشیں بھی مضطرب ہیں ساحل بھی بے نشان ہے
 ہے اک قمرے کرم سے امیدِ رشنگاری فریاد لے مراری، فریاد لے مراری

گو بند کا بھجن کر، گو بند کا بھجن کر
 ناداں عقیل بن کر، گو بند کا بھجن کر

لے مراری یعنی بھگوان کرشن

(۱۰)

ہوتی ہے عمر انساں دائم تمام پوشیں
 پیدا ہے صبح پوشیں غی ہر ہے شام پوشیں
 یہ گرم و سرد موسم رہتے ہیں پوشیں جاری
 برسات سے ہمیشہ ہوتی ہے آبِ جاری
 پھر بھی بھرا نہیں ہے طرف امید اب تک
 ہے اک غلام اس کا تو زرخیز دیا اب تک
 حالانکہ جانتا ہے موت آرہی ہے سر پہ
 ایرہیب بن کر منڈلا رہی ہے سر پہ

گو بند کا بھجن کر، گو بند کا بھجن کر
 ناداں عقیل بن کر، گو بند کا بھجن کر

(۱۱)

پیری میں دل کے ارماں تپتے ہیں دل سے رخصت
 ناکردہ آرزوئیں ڈھائیں ہیں اک قیامت
 بے مانگی سے بدلہ لے لیتے ہیں حیات کا ہے
 پانی رہے جس میں تالاب ہی وہ کیا ہے؟
 اس کے لئے بھی آمد لازم ہے مال و زر کی
 ممکن نہیں ترقی ہے پیسے بغیر گھر کی
 جس وقت بھی حقیقت ہوتی ہے آشکارا
 کرتے ہیں اہل دنیا انسان سے کنارا

گو بند کا بھجن کر، گو بند کا بھجن کر
 ناداں عقیل بن کر، گو بند کا بھجن کر

(۱۲)

سودا ہے تیرے سر میں اندازِ ناز نہیں کا ڈھاتا ہے ظلمِ سینہ محبوبِ حسیں کا
 لے ڈوبتی ہے کیا کیا تیری نگاہِ تجھ کو گہری ہے نافِ جس کی اسکی ہوجاہِ تجھ کو
 یہ ڈھیر گوشت کا ہے ظہرِ غلامتوں کا ہے مرکزِ محبتِ مصدِ رکشا فتوں کا
 رکھتا ہے دل میں اس کا ارباب کس لئے تو؟ اس پھیریں پڑا ہے انسان کس لئے تو؟

گوبند کا بھجن کر، گوبند کا بھجن کر

ناداں عقیل بن کر، گوبند کا بھجن کر

(۱۳)

میں کون، کون تُو ہے، یہ فکر اڑیگا ہے کون باپ کس کا، یا کون کس کی ماں
 آئے ہیں کیوں یہاں ہم غور اس پہ کچھ کیا کیا زلیست کا ہے عقدِ حیاں اس پہ بھی کیا
 میں کہہ رہا ہوں تجھے ہے بے ثبات نہا دے گی نہ الجھنوں سے ہرگز نجات دنیا
 کیوں بولی ہے رہا ہے ناقِ عذابِ ہستی؟ کھوٹے گھا اپنے جو ہر ہو کر خرابِ ہستی

گوبند کا بھجن کر، گوبند کا بھجن کر

ناداں عقیل بن کر، گوبند کا بھجن کر

(۱۴)

دل سے پسند آئے گیتا کا گیان تجھ کو مالک کے ذکر سے ہو مطلب ہر آن تجھ کو
 پیش نگاہ صورت بھگوان شنو کی ہو مندر میں دل کے مورت بھگوان شنو کی ہو
 عمر عزیز تیری فقر و فنا میں گزرے ہر لمحہ زندگی کا اہل صفایں گزرے
 اکام بکیوں کے محتاج کی خبرے ہو جس قدر بھی ممکن حاصل ثواب کرے

گو بند کا بھجن کر، گو بند کا بھجن کر

ناداں عقیل بن کر، گو بند کا بھجن کر

(۱۵)

چلتی ہے سانس حبیب کہتی ہو روح تن میں جلتی ہے شمع تیری دنیا کی انجمن میں
 سب جانتے ہیں تجھ کو پہچانتے ہیں تجھ کو آتا ہے کام جن کے وہ مانتے ہیں تجھ کو
 لیکن طلسم تہی جس وقت ٹوٹتا ہے ہوتا ہے سب رخصت گھر بار چھوٹتا ہے
 کھاتے ہیں خوف ایسا تجھ سے حبیب تیرے بی بی بھی کانپتی ہے آکر قریب تیرے

گو بند کا بھجن کر، گو بند کا بھجن کر

ناداں عقیل بن کر، گو بند کا بھجن کر

(۱۶)

عہد شباب گزرا عشرت پرستیوں میں ڈوبی رہیں لگا ہیں رنگین مستیوں میں
 لی مول پھر مصیبت صحت سے ہاتھ دھوئے بیمار یوں نے گھرا ہوش حواس کھوئے
 عشرت ہو خواہ عشرت برحق مگر ہے مرنا لازم ہے آدمی کا دنیا سے کوچ کرنا
 عصیاں شعار یوں سے پھر بھی حذر نہیں ہے کچھ دل میں نہیں ہی خوف و خطر نہیں ہے

گوبند کا بھجن کر، گوبند کا بھجن کر
 ناداں عقیل بن کر، گوبند کا بھجن کر

(۱۷)

گدڑی پھٹی پُرانی ملبوس تن ہو تیرا ہر امر نیک بد سے بالا چلن ہو تیرا
 جو نقش ہے جہاں میں ہو ایک نقش فانی میں ہوں نہ جاودانی تو ہی نہ جاودانی
 ہر شخص جانتا ہے کوئی نہیں رہے گا کوئی نہیں رہا ہے کوئی نہیں رہے گا
 ہر باد یوں پہ رونا پھر روز و شب کیوں آئے آہ و بکا یہ کیوں ہی رنج و تعب کیوں آئے

گوبند کا بھجن کر، گوبند کا بھجن کر
 ناداں عقیل بن کر، گوبند کا بھجن کر

(۱۸)

اکھیں کھلیں تیری گنگا میں کیا نہایا باقی ہے میل من میں کچھ بھی دھلی نہ کایا
 انجام برت کا یا خسرات کا نتیجہ ہے تیرے سامنے اب ہر بات کا نتیجہ
 ظلمت داغِ دہل کی کا فوراً گرنے ہوگی عرفان و آگہی کی پیدا نظر نہ ہوگی
 جینے کا لطف تجھ کو کیا خاک آسکے گا سو جنم لے کے بھی تو مکتی نہ پاسکے گا

گو بند کا بھجن کر، گو بند کا بھجن کر
 ناداں عقیل بن کر، گو بند کا بھجن کر

۱۲۳۰ - جون ۱۹۴۷ء

ختم شد



رام کی باتیں

سحر کی گفتگو ہے، ہو ہی ہیں شام کی باتیں مے دینا کے رنگیں تگرے ہیں جام کی باتیں
ہمیشہ ہیں ہمیشہ گردشِ ایام کی باتیں یہ سوچو تو فوراً۔ باتیں ہیں کیس کام کی باتیں
بھٹلا بیٹھے ہو کیوں سیتا کی باتیں ام کی باتیں

جسے سب خاص کہتے ہیں وہ فیضِ عام کس کا تھا؟ فروغِ صبح کس کا تھا جمالِ شام کس کا تھا؟
روحِ ایماں پہ گمراہوں کو لانا کام کس کا تھا؟ بنے ہر آدمی انسان، یہ پیغام کس کا تھا؟
لقب کس کا تھا سیتا۔ نام اقدس رام کس کا تھا؟

شہنشاہوں کی سطوت میں ہی یہ جاہِ چشم کس کا؟ ہر اک پرچم بیاطن ہو نشان کس کا قلم کس کا؟
اٹھارتھا ہر دینوں کیلئے دستِ کرم کس کا؟ رہا کرتا ہے پیشانی پہ بگتوں کی قدیم کس کا؟
کیا کرتا ہے لیلایٹیں اشارہ دم بدم کس کا؟

نگاہ پارسا کس کی یہ محو دستانی تھی؟ غیظت کس کی رشتی روشن دلوں بھی جونی تھی؟
 بڑا تھا کس کا پایہ، کس کے رتبے میں گرائی تھی؟ اجدادھیاسے کس کی چار جانب حکمرانی تھی؟

آدھ کی سرزمین سے دو جہاں کی پاسبانی تھی

بلندی کس کی ہمت میں تھی قسمت تھی جواں کس کی؟ فلک تھا فرش پاکس کا زمین تھی آسمان کس کی؟
 ہمیشہ ودھ کے دریا بہاتی تھی زباں کس کی؟ کس کے ہاتھ دھرتی یہ کوشلیا تھیں کس کی؟

رقم کی دالمیک خوش بیاں نے داستاں کس کی؟

اہلیا کے لئے اعجاز تھی خاکِ قدم کس کی؟ اٹھی شوروی کے بگڑے حال پرچم کرم کس کی؟
 سنی سگریوں نے بجز نکاسے روداد غم کس کی؟ جہا یوں نے بلایں لیں ٹوٹ کر پیش و کم کس کی؟

سہی ہائی کے ہر الزام پر گوردن یہ خم کس کی؟

خوشی پر رنج کے احساس کو ترجیح دی کس نے؟ مسترت پر هجوم یا اس کو ترجیح دی کس نے؟
 حکومت پر سخن کے پاس کو ترجیح دی کس نے؟ اودھ کے راج پر بن یا اس کو ترجیح دی کس نے؟

ہمیشہ سب پہ اپنے داس کو ترجیح دی کس نے

یہ کس نے شترہن کو قابو کر دانا۔ تو ان سمجھا یہ کس نے لکشن کو دوست سمجھا راز داں سمجھا
 بھرت کو دست باز دے زیادہ جانِ جان سمجھا جہترا کیسی کو بڑھاکے کوشلیا سے ماں سمجھا

جتنی و گرم کو پاکس نے عزیز جاوداں سمجھا

بنایا کس نے کھوٹا راج کو خود نا خدا اپنا؟ کبھی جو راہزن تھا، اس کو مانا رہنم
 جتنی شکر کرنے یہ سمجھا تھا کس کو دیوتا اپنا؟ بھیک من نے کہا تھا کس سے آکر
 لٹایا درد پر کس نے دلِ درد آشنا اپنا؟

سمندر پار جانے کیلئے پل کس نے بندھوایا؟ فنائے راون سرکش کا کس نے غر
 یہ کس نے فنجروں کو سورگ کی دنیا میں پہنچایا؟ اشاروں پر یہ کس کے کام کرتی تھیں
 چھڑا کر قید سے سیتا کو کس نے پھر سے اپنایا؟

یہ کس نے اپنے دشمن کو کبھی عمر جاوداں بخشی؟ کس نے جانکی کے غاصبوں کو بھی انا
 عدے دو جہاں کی کس نے فرما دی جان بخشی؟ جو تھا درجے میں اسفل اس کو تو قیگرار
 یہ کس نے ذرے ذرے کو ضیائے کمکشاں بخشی؟

فروزاں آسماں ہی یہ زمیں کس سے منور ہے؟ قمر پُر نور ہے، ہر مبین کس سے منور
 نظر دنیا کی روشن، چشم دیں کس سے منور؟ جمالِ نازنین سے کس سے منور
 یہ دیکھو تو منور کی جس کس سے منور ہے؟